

۱ توحید کی اہمیت

۱ اللہ شرک کو کبھی معاف نہیں کرے گا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ

بلاشبہ اللہ رب العالمین شرک معاف نہیں کرے گا اور جو اس کے علاوہ (گناہ) ہے جسے چاہے معاف کر دے گا۔ (نساء: ۴۸)

۲ شرک تمام اعمال کو برباد کر دیتا ہے

وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ

لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ

یقیناً آپ کی جانب وحی کی گئی ہے اور آپ سے پہلوں کی جانب بھی کہ اگر تم نے شرک کیا تو یقینی طور پر تمہارے اعمال برباد ہو جائیں گے اور تم لازماً خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔ (زمر: ۳۹)

اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کی مثال دیتے ہوئے فرما رہا ہے کہ اگر وہ بھی شرک کریں تو ان کے تمام نیک اعمال برباد ہو جائیں گے، یہ بات یقینی ہے کہ اللہ کا کوئی بھی نبی شرک نہیں کرے گا لیکن شرک کی برائی کو واضح کرنے کی خاطر اللہ رب العالمین نے ان کی مثال دی۔ کیا ہم اللہ کے رسول ﷺ کے عملوں اور ان میں خلوص کے متعلق سوچ سکتے ہیں۔ اگر ایسے اخلاص اور للہیت والے اعمال کو شرک برباد کر سکتا ہے تو کیا ہمارے اعمال کا اجر و ثواب شرک کرنے کے بعد بھی باقی رہے گا۔ اس کی ایک سادہ سی مثال یوں سمجھیں کہ اگر ایک شخص کمپیوٹر پر کوئی ڈاکیومنٹ تیار کرے اور اسے محفوظ نہ کرے اور بجلی چلی جائے تو اس کی ساری محنت برباد ہو جائے گی۔ بالکل اسی طرح ایک شخص اگر شرک کرتا ہے تو اس کے اعمال برباد ہو جائیں گے لیکن اگر اس کے پاس توحید ہو تو اس کے سارے اعمال آخرت کے لئے خود بخود محفوظ ہوتے چلے جائیں گے۔

ایک دوسری مثال کہ اگر ایک شخص پوری رات ڈرام میں پانی بھرے تاکہ وہ صبح کے وقت اسے استعمال کر سکے لیکن ڈرام میں سوراخ ہو تو کیا اس میں پانی باقی رہے گا۔ اور جب وہ صبح پانی کے استعمال کے لئے آئے گا لیکن پانی اس میں موجود نہیں ہوگا۔ بالکل اسی طرح قیامت کے روز شرک کرنے والا پائے گا کہ اس کے سارے نیک اعمال برباد ہو چکے ہوں گے۔ اس شخص کے لئے یہ بہتر تھا کہ پہلے وہ اس سوراخ کو بند کرتا اور پھر پانی بھرتا لہذا ہمارے لئے بھی ضروری ہے کہ پہلے ہم عقیدہ سیکھیں پھر اعمال صالحہ کا علم حاصل کریں۔

۳ اللہ نے عمل صالح سے پہلے ایمان کا ذکر کیا ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے عنقریب ہم انہیں ایسی جنت میں داخل کریں گے جس کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہوں گی وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

(نساء: ۱۲۲)

توحید کی قسمیں

۲ توحید ربوبیت

توحید ربوبیت کا معنی:-

شیخ تیسین رحمہ اللہ فرماتے ہیں

وہو افراد اللہ سبحانه وتعالیٰ بالخلق والملک والتدبیر

(مجموع فتاویٰ و رسائل: ابن تیسین: ج ۱ ص ۱۸) توحید ربوبیت یہ ہے کہ اللہ کو پیدا کرنے، بادشاہت اور کائنات کے چلانے اور اس میں تدبیر کرنے میں ایک ماننا۔

۱ ”رب“ صرف اللہ ہی ہے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قُلْ أَغْيَرَ اللَّهُ أَبْغَىٰ رَبًّا وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ

کہہ دیجئے! کیا میں اللہ کے علاوہ کسی اور کو اپنا رب بنا لوں جبکہ وہی تمام چیزوں کا حقیقی رب ہے۔ (الانعام: ۶: ۱۶۳)

۲ توحید ربوبیت کن چیزوں کا مجموعہ ہے؟

۱ ”الخالق“ پیدا کرنے اور بنانے والا اللہ ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ . وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ

(الزمر ۳۹: ۶۲)

اللہ تمام چیزوں کا خالق ہے، اور وہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔

کائنات میں کوئی ایک بھی ایسا حصہ نہیں جسے اللہ کے علاوہ کسی اور نے بنایا ہو۔

۲ ”الملك“ بادشاہت، ہر چیز کا مالک

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا فِيهِنَّ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

اللہ ہی کی بادشاہت ہے آسمانوں اور زمین پر اور جو کچھ اس میں ہے ان پر، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔۔۔ (مائدہ ۵: ۱۲۰)

کائنات کی ہر چیز کا مالک اللہ ہی ہے، دنیا میں ہمیں جو بھی چیز ملی ہے وہ صرف اللہ رب العالمین کی طرف سے بطور امتحان اور آزمائش ہے۔ وہی تمام چیزوں کا حقیقی مالک ہے لہذا جو بھی چیزیں اللہ نے ہمیں دی ہیں ہم انہیں اپنے ساتھ نہیں لے جانے والے ہیں۔ بلکہ آسمان و زمین کی تمام ملکیت و بادشاہت اکیلے اللہ رب العالمین ہی کے لئے ہے۔

کائنات کا کوئی ایسا معمولی سا بھی حصہ نہیں جس پر اللہ کے علاوہ کسی اور کی ملکیت ہو۔ آئیے، ایک مثال کے ذریعہ اللہ رب العالمین کو سمجھیں جو کہ خالق ہونے کے ساتھ ساتھ ہر چیز کا مالک بھی ہے۔ Casio گھڑی کا بنانے والا جو کہ جاپان میں ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ گھڑی کا مالک ہندوستان میں ہو اور گھڑی کا مالک اگر اس کی حفاظت نہ کرے تو جاپان میں موجود گھڑی بنانے والا کچھ نہیں کر سکتا۔ لیکن یہ معاملہ اللہ رب العالمین کے ساتھ نہیں۔ بلکہ وہ تنہا تمام چیزوں کا بنانے والا اور مالک ہے۔ اور اس نے اس کائنات میں کسی کو کچھ بھی مالک نہیں بنایا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ

وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ

یہی ہے تمہارا اللہ جو تم سب کا پالنے والا، اسی کی سلطنت و بادشاہت ہے۔ اور جنہیں تم اس کے سوا پکار رہے ہو وہ تو کھجور کی ایک گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔
(الفاطر ۳: ۱۳)

۳ ”المَدْبَر“ معاملات کی تدبیر کرنا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ .

(البقرہ ۲: ۵۵)

وہ آسمان سے زمین کے معاملات کی تدبیر اور دیکھ رکھتا ہے۔

اللہ تنہا ہی تمام کائنات پر حکومت کرتا ہے وہی تنہا نگران، حافظ، قابض اور ہر چیز کی تدبیر کرنے والا ہے۔ کائنات کے چلانے کے لئے نہ اس نے کسی کو اپنا شریک بنایا ہے اور نہ ہی اسے کسی مددگار کی ضرورت ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں یہ دعا سکھائی

لا حول ولا قوة الا بالله

اللہ کے علاوہ کوئی طاقت اور قوت نہیں۔

۴ ”الرزاق“ روزی دینے والا صرف اللہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا .

زمین پر چلنے پھرنے والے جتنے جاندار ہیں سب کا رزق اللہ پر ہیں۔ (صودا ۱۱: ۶)

۵ ”الحی والمیت“ موت اور زندگی اللہ کے حکم سے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ

یہ اللہ ہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، اور روزی بھی دی پھر وہ تمہیں موت بھی دیتا ہے، پھر وہی دوبارہ زندہ بھی کرے گا۔ (الروم ۳۰: ۴)

۶ اللہ تنہا ہی اچھائی اور برائی کا مالک ہے۔ آرام اور تکلیف اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ

اور اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو اسے کوئی دور کرنے والا نہیں، اور اگر وہ تمہارے ساتھ کسی بھلائی کا ارادہ کرے تو اسے فضل کو کوئی لوٹانے والا نہیں۔ (یونس ۱۰: ۱۰۷)

اللہ رب العالمین نے اس آیت میں فرمایا ”اور اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو اسے کوئی دور کرنے والا نہیں“ اللہ ہی ہے جو ہمیں آزمانے کے لئے تکلیف دیتا ہے

اور صرف وہی ہماری مصیبتوں کو دور کر سکتا ہے۔ کئی لوگ مصیبت میں اللہ کو چھوڑ کر دوسروں سے مدد مانگنے لگتے ہیں یہاں تک کہ کئی مسلمان بھی ہیں جو مصیبت پڑنے پر اللہ

کو چھوڑ کر غیروں کے در پر چلے جاتے ہیں۔ اور ان سے مدد مانگنے لگتے ہیں۔ اور کہتے ہیں ”یا غوث المدد“، یا عبدالقادر جیلانی مدد کرو، یا علی مدد۔ یہ مثالیں ہیں جو غیر اللہ کو

پکارنے کے لئے دی جاتی ہیں۔ حالانکہ اللہ جو مصیبت دے اسے اللہ کے علاوہ کوئی دور نہیں کر سکتا۔ تو کیا غیر اللہ کو پکارنا کوئی فائدہ مند ہو سکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ تمہیں کوئی فائدہ پہنچانا چاہے تو کوئی اسے لوٹا نہیں سکتا۔ لہذا ہمیں چاہیئے کہ صرف اللہ سے ہی خیر طلب کیا جائے۔ کئی لوگ ہیں جو ”یا خواجہ غریب نواز“ اور ”یا رسول اللہ کرم کیجئے“ جیسے شرکیہ کلمات ادا کرتے ہیں حالانکہ مدد صرف اللہ سے ہی مانگنی چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَمَا بِكُمْ مِّنْ نُّعْمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ

تم کو جو بھی نعمت ملتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے۔ (نحل: ۵۳)

۳ کیا آپ نے توحید ربوبیت کو اچھی طرح سمجھ لیا ہے؟

درج ذیل سوالات کی رو سے چیک کریں۔

سوال ۱: آپ گھر سے نکلتے ہو اور کالی بلی آپ کا راستہ کاٹ دیتی ہے تو اگر کوئی یہ کہے کہ کالی بلی کا راستہ کاٹنا بدشگونی ہے؟ تو ایسی صورت میں آپ کیا کرو گے؟
جواب: تمہارا کچھ نقصان نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سورہ یونس آیت ۱۰۷ میں فرماتا ہے: ”اور اگر وہ تمہارے ساتھ کسی بھلائی کا ارادہ کرے تو اس کے فضل کو کوئی لوٹا نہیں“ (یونس: ۱۰۷) ہم اللہ رب العالمین کے ان الفاظ میں یقین رکھتے ہیں ”کون ہے جو اللہ کی نعمتوں کو ہم سے چھین سکتا ہے“۔ مضمون نگار نے ایک دفعہ راستہ میں ایک لڑکے کے متعلق سنا کہ وہ راستہ میں جا رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ ایک کالی بلی اس کا راستہ کاٹنے کے قریب ہے۔ وہ تیزی سے بڑھا اور اس نے بلی ہی کا راستہ کاٹ دیا۔ اس طرح سے اس نے بدشگونی کو اپنے پاس آنے سے روک دیا۔
فقد بروا!!!

سوال ۱: کیا عقیق اور مونگا وغیرہ ہم سے بدشگونی کو دور کرتے ہیں؟ کئی ایسے لوگ ہیں جو برکت کیلئے اسے استعمال کرتے ہیں؟
جواب: عقیق، نہ ہی کوئی اور پتھر ہم پر کوئی اثر ڈالتا ہے آئیے مکمل الفاظ کو دیکھیں: ہم کہتے ہیں ”ہمارا یقین ہے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جس میں لکھا ہے ہر اچھائی اور برائی کا مالک اللہ ہے“۔

غور کریں! دنیا میں کون سا پتھر سب سے قیمتی ہے؟ آپ کا عقیق نہیں بلکہ حجر اسود جو کہ جنت سے آیا ہوا ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس پتھر سے کیا کہتے ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ حجر اسود کے پاس آتے ہیں اور اسے بوسہ لے کر فرماتے ہیں ”اِنِّیْ اَعْلَمُ اَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَا اِنِّیْ رَاَيْتُ النَّبِیَّ ﷺ یُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ“ میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے نہ فائدہ دیتا ہے اور نہ ہی نقصان۔ اگر میں نے نبی ﷺ کو تجھے بوسہ لیتے ہوئے نہیں دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہیں لیتا۔ (متفق علیہ، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی، احمد، دارمی) (بخاری: کتاب الحج: حجر اسود کا بیان) جب دنیا کا سب سے قیمتی اور اہم پتھر حجر اسود نہ کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی نقصان تو کیا آپ کا عقیق یا کوئی پتھر فائدہ یا نقصان پہنچا سکتا ہے؟

نمبر ۳: کیا تیرہ ۱۳، نمبر بدشگونی والا نہیں ہے؟

جواب: کوئی نمبر برکت لانے والا یا مصیبت اتارنے والا نہیں ہوتا ہے۔ اللہ تنہا ہی ساری اچھائی اور برائی کا مالک ہے۔ کئی لوگ تیرہ منزلہ بلڈنگ نہیں بناتے، کئی ایئر لائنس اپنی جہاز میں کرسیوں کی تیرہ صفیں نہیں رکھتی، یہ لوگ نمبر سے ڈرتے ہیں کیونکہ ان کا اللہ پر ایمان اور بھروسہ نہیں، یقین مانو، کوئی نمبر اچھا ہوتا ہے اور نہ ہی برا، نہ ہی ۸۶ کے کوئی اہمیت ہے۔

بھائیو اور بہنو! کوئی جگہ، کوئی گھوڑے کی نعل، تعویذ، خرگوش کے پیر یا ہاتھ، ہڈی کی برکت، خوش قسمت دن، ۱۲ ستارے وغیرہ ان سب کی کوئی حقیقت نہیں نہ ہی برکت دیتے ہیں اور نہ ہی بدشگونی لاتے ہیں۔ ہر اچھائی اور برائی اللہ کی طرف سے ہے۔ اسی طرح تیرہ ہواں جمعہ، کسی دن کا برکت والا ہونا یا کالج کا ٹوٹنا نہ فائدہ پہنچاتے ہیں نہ نقصان۔ ہر اچھائی اور برائی اللہ کے ہاتھ میں ہے، آئیے! ہمارے اندر یہ یقین پختہ کر لیں کہ اللہ ہی ہمارا رب اور کارساز ہے۔

نمبر ۴: کیا تعویذ مصیبتوں کو کم اور برکتوں کو نہیں لاتی؟

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

مَنْ عَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ

جس نے تمیمہ (ایسی چیز جسے بیماری کے دور کرنے یا نظر سے حفاظت کے لئے لٹکایا جائے) لٹکایا اس نے شرک کیا۔
(احمد، حاکم، عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ) (صحیح الجامع: ۶۳۹۴: صحیح)

اسی طرح ایک دوسری جگہ فرمایا

مَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وَكَلَّ إِلَيْهِ

جس نے کسی چیز کو لٹکایا تو اسی کے سپرد کر دیا گیا۔ (یعنی اس کا بھروسہ اللہ سے ہٹا کر اسی چیز پر کر دیا جاتا ہے)۔
(ترمذی، عبد اللہ بن حکیم، ابی عبد اللہ بخاری رضی اللہ عنہ) (حسن لغیرہ: صحیح الترغیب: ۳۳۵۶)

ہر طرح کی تعویذ حرام ہے، چاہے وہ قرآنی ہو یا غیر قرآنی کیونکہ شریعت نے ہر تعویذ کو حرام کہا ہے۔ کوئی فرق نہیں بتایا۔

۴ تجزیہ:

۱ کیا اللہ ہمارے لئے کافی نہیں؟

یقیناً اللہ ساری کائنات کا رب ہے۔ کیا وہ ہمارے لئے کافی نہیں؟ کیا ہمیں اسے اپنا رب نہیں تسلیم کرنا چاہیئے اور کیا اللہ کا کوئی شریک ہے۔ بالکل نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ

کیا اللہ اپنے بندوں کے لئے کافی نہیں۔ (سورہ زمر ۳۹: ۳۶)

توحید اسماء و صفات

۱۔ اللہ کے تمام نام اچھے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى

وہی اللہ ہے جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، بہترین نام اسی کے لئے ہیں۔ (طہ: ۸۰)

ہم اللہ کو اس کے نام اور اس کی صفات سے جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں تقریباً چار جگہوں سورہ اعراف ۷: ۱۸۰، سورہ طہ ۲۰: ۸، سورہ اسماء ۱۱۰: ۱ اور سورہ حشر ۵۹: ۲۴ میں ذکر کیا کہ اللہ کے تمام نام بہترین ہیں۔ یہ کہنا کہ تمام بہترین نام اللہ ہی کے ہیں غلط ہوگا۔ مثلاً یوسف ایک اچھا نام ہے لیکن وہ اللہ کے اسماء میں سے نہیں۔

۲۔ اللہ کے جیسا کوئی نہیں، نہ اس کے نام میں نہ اس کی صفات میں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ

اللہ کے جیسی کوئی چیز نہیں۔ (الشوریٰ ۴۲: ۱۱)

اللہ کے برابر کوئی نہیں، یہ حقیقت ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ کے جیسا کوئی نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ

(سورہ اخلاص ۱۱۲:۴)

اور اس کا کوئی سا جہی اور شریک نہیں۔

کوئی نہیں، نہ کوئی عظیم شخصیت، نہ کوئی ولی اللہ اور نہ ہی کوئی نبی یا پیغمبر، اللہ کے اسماء اور اس کی صفات میں کوئی شریک نہیں۔ بلکہ اللہ کی تمام صفات صرف اسی کے لئے ہیں۔

شرک کی اصل شروعات اللہ کی صفات سے ہوتی ہے۔ یہ ہوتا اس طرح ہے کہ کہا جائے کہ فلاں کے اندر بھی یہ خاصیت ہے جو کہ اللہ میں ہے۔ مثلاً اللہ ”السمیع“ ہے۔ اگر کوئی کہے کہ ہمارے ولی جو کچھ زمین میں ہوتا ہے سب سنتے ہیں۔ آپ انہیں دور سے پکارو یا نزدیک سے وہ سن لیں گے۔ کیا ایسے لوگ غور نہیں کرتے کہ جب وہ زندہ تھے تو تین سے زیادہ لوگوں کی بات نہیں سن سکتے تھے۔ اور ایک متعین مسافت سے زیادہ کی دوری کی آواز نہیں سن سکتے تھے۔ اور ہر زبان بھی نہیں سمجھ سکتے تھے۔ تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ مرنے کے بعد کئی لوگوں کی آواز، کتنی بھی دور سے اور کسی بھی زبان کو سننے لگیں۔ جب وہ زندہ تھے تو ایک متعین وقت پر سوتے تھے۔ تو کیا مرنے کے بعد بھی ان کے کوئی سوئے یا جاگنے کا وقت متعین ہے تاکہ اس وقت میں انہیں پکارا جائے؟

۳۔ اللہ کسی کو بھی اپنی طرح نہیں بنائے گا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا

(سورہ نساء ۱۳۲:۴)

اور اللہ سے بات میں سچا کون ہوگا؟

بہت سے لوگ یہ سوچتے ہیں کہ اللہ جسے چاہے اسے اپنی صفات عطا کر دیتا ہے اور کہتے ہیں کہ اللہ کی صفات ذاتی کہلاتی ہیں اور جسے وہ دوسروں کو عطا کرتا ہے وہ عطائی کہلاتی ہیں جب کہ یہ لفظ اور خراب عقیدہ ہے کیونکہ قرآن میں موجود سورہ شوریٰ ۴۰ کی آیت نمبر ۱۱ حقیقی اعلان کرتی ہے کہ اللہ کے جیسی کوئی چیز نہیں۔ لہذا اللہ ایسا کبھی نہیں کرے گا اور اللہ سے زیادہ سچا کوئی نہیں ہو سکتا۔ (سورہ نساء ۴: ۸۷ بھی دیکھیں۔)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَعَالٌ لَّمَّا يَرَبُّدُ

(بروج ۸۵: ۱۶)

جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

اللہ کے اسماء و صفات میں گمراہی

اللہ کے اسماء و صفات میں الحاد کرنے کی مذمت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا

وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لئے ہیں سوان ناموں سے اللہ کو پکارو اور ایسے لوگوں سے تعلق بھی نہ رکھو جو اس کے ناموں میں کج روی کرتے ہیں ان لوگوں کو ان کے کئے کی ضرور سزا ملے گی۔ (الاعراف ۷: ۱۸۰)

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ان لوگوں کو چھوڑ دیا جائے جو اللہ کے اسماء میں کھوکرتے ہیں۔ جس کا معنی یہ ہے کہ ایسے شخص کی اتباع ہی نہ کی جائے جو اللہ کے اسماء میں اصل معنی سے ہٹ کر دوسرے معنی اختیار کرتے ہیں۔ عربی لفظ ”الحاد“ حنیف کی ضد ہے جس کے معنی ہیں ہدایت پایا ہوا۔ اور لفظ الحاد کا معنی ہے گمراہی، نا انصافی، اور کج روی۔

توحید اسماء و صفات میں گمراہ ہونے کی اصل وجہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالْإِسْوَءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ

بے شک (شیطان) تمہیں برائی اور فحاشی کا حکم دیتا ہے اور اس بات پر (ابھارتا ہے کہ) تم اللہ کے بارے میں وہ کہو جو تم نہیں جانتے ہو۔ (سورہ بقرہ: ۱۶۹)

گمراہ ہونے کی اصل وجہ یہ ہے کہ اللہ کے متعلق وہ بات کہی جائے جو معلوم نہ ہو۔ اور شیطان لوگوں کو اسی چیز پر ابھارتا ہے۔ اللہ کے متعلق ہمیں وہی بات کہنی چاہیے جو قرآن اور صحیح حدیث میں موجود ہے اور اسے بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کی فہم کے مطابق سمجھنا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ

(نساء: ۱۷۱)

تم اللہ پر حق کے سوا کچھ نہ کہو۔

حق کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ سورہ کہف ۱۸: ۲۹ میں فرماتا ہے ”حق تمہارے رب کی طرف سے ہے۔“

اور اللہ کی طرف سے ہمارے پاس قرآن اور اللہ کے رسول ﷺ کی وہ صحیح احادیث موجود ہیں جسے اسلام کے پہلے اور اللہ رب العالمین کی طرف سے پچھے ہوئے طبقہ نے سمجھا اور اس کے مطابق عمل کیا۔ ہم اللہ رب العالمین کے متعلق ہماری خواہشات اور منشا کے مطابق نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ جو بھی کہنا ہے ان کا مضبوط دلائل کے ساتھ ہونا ضروری ہے۔ ہمیں اللہ کو انہی اسماء و صفات کے ساتھ پکارنا ہے جو اللہ نے ذکر کیا ہے۔ اور انہیں سمجھنا بھی اسی طرح سے ہے جیسا کہ قرآن اور نبی ﷺ نے سمجھایا ہے۔

الحاد کی قسمیں

۱۔ تعطیل ۲۔ التمثیل ۳۔ التکلیف ۴۔ التحریف

تکلیف: اللہ کی کسی بھی صفت کی کیفیت کا بلا علم اور بلا دلیل بیان کرنا

”تکلیف“ کا معنی ہے اللہ کے اسماء و صفات کے متعلق کیفیت بیان کرنا کہ وہ کس کس طرح ہیں۔

چونکہ ظاہری دلائل ہمیں ایک اعتبار سے معلوم ہیں اور دوسرے اعتبار سے نہیں، یعنی ہمیں ان کے معنی تو معلوم ہیں لیکن ان کی کیفیت کا علم نہیں۔ مثلاً: ہمارا ایمان ہے کہ اللہ کے ہاتھ ہیں۔ لیکن وہ کیسے ہیں؟ ہمیں نہیں معلوم۔ اللہ عرش پر ہے لیکن کس طرح؟ ہمیں نہیں معلوم۔

امام مالک سے جس وقت استواء کی کیفیت کے تعلق سے پوچھا گیا تو فرمایا

الْإِسْتِوَاءُ مَعْلُومٌ وَالْكَيفُ مَجْهُولٌ

وَالْإِيمَانُ بِهِ وَاجِبٌ وَالسُّؤَالُ عَنْهُ بِدْعَةٌ

استواء معلوم ہے، لیکن کیفیت مجھول ہے اور اس کے تعلق سے سوال کرنا بدعت ہے، اور میں تجھے بدعتی سمجھتا ہوں۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ: ج ۵: ص ۱۴۴)

تمثیل حرام ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ

اللہ کے جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ دیکھنے اور سننے والا ہے۔ (اشوری: ۱۱: ۴۲)

سورہ نحل میں اللہ تعالیٰ کا یوں ارشاد ہے

فَلَا تَصْرِبُوا لِلَّهِ الْأَمْثَالَ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

(سورہ النحل ۱۶: ۷۴)

اللہ کے لئے مثالیں مت بیان کرو، کیونکہ اللہ سب کچھ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

ہم اللہ کے لئے اپنی جانب سے مثال اور یکسانیت بیان نہیں کر سکتے، کیوں؟ اس کا جواب اللہ رب العالمین نے آیت کے دوسرے حصہ میں دے دیا ہے کہ ”اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو۔“

تعطیل کی حرمت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ

(آل عمران ۳: ۴۰)

جن لوگوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا ان کے لئے بہت سخت عذاب ہے۔

اگر کوئی شخص اللہ کی آیتوں کا انکار کرتا ہے تو اسے اللہ کی ان وعیدوں اور دھمکیوں سے ڈرنا چاہیئے جو اللہ رب العالمین نے اس آیت میں ذکر کی ہیں۔

مثلاً اللہ رب العالمین نے ذکر کیا کہ ”اس کے دونوں ہاتھ کشادہ ہے اور وہ جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔“ (سورہ مائدہ ۵: ۶۴) اللہ رب العالمین نے لفظ ”یداہ“ کا استعمال کیا ہے جس کے معنی ہیں اس کے دونوں ہاتھ۔ یہ آیت بتلاتی ہے کہ اللہ کے دو ہاتھ ہیں، لیکن وہ کس طرح سے ہیں، ہم نہیں جانتے۔ کیونکہ اللہ رب العالمین نے ذکر کیا۔ ”اس کے جیسی کوئی چیز نہیں۔“ (سورہ شوریٰ ۱۱: ۴۰) اللہ کے ہاتھ ویسی ہی ہیں جیسا کہ اس کی عظیم ذات کے مناسب ہیں۔

کچھ لوگ کہتے ہیں ”اللہ کے ہاتھ ہی نہیں ہیں۔“ جب کہ یہ آیت بتلاتی ہے کہ اللہ نے اپنے لئے ہاتھ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ تو کیا اب کسی کے لئے اس کا انکار کرنے کی گنجائش رہتی ہے؟

اللہ کے ہاتھ کا انکار کرنے کی وجہ لوگوں کا یہ خیال ہوتا ہے کہ اللہ کے ہاتھ انسانوں کی طرح ہے۔ حالانکہ مخلوقات میں مختلف قسم کے ہاتھ مشہور ہیں۔ مثلاً: جب کہا جائے ”گھڑی کے ہاتھ“ تو اس وقت ہماری طرح پانچ انگلیوں والا ہاتھ مراد نہیں ہوتا۔ اسی طرح جب کہا جائے ”پہاڑ کا چہرہ“ تو اس وقت ہمارے ذہن میں پہاڑ کی آنکھ اور ناک ذہن میں نہیں آتے۔

تحریف: اللہ کے اسماء و صفات میں اصل معنی سے تبدیلی پیدا کرنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

أَفَتَطْمَعُونَ أَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ

ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ

کیا تم کو یہ امید ہے کہ وہ لوگ ایمان لے آئیں گے حالانکہ ان کا ایک گروہ اللہ کا کلام سنتا ہے اور عقل و سوجھ بوجھ کے باوجود اس میں تبدیلی کر ڈالتا ہے، اور وہ جانتے بھی ہیں۔ (سورہ البقرہ ۲: ۷۵)

”تحریف“ کے معنی ہے ”تبدیل کرنا“۔ یا کسی لفظ کو اصل معنی سے پھیر کر کوئی نیا معنی اختیار کرنا۔ کئی مرتبہ وہ نیا معنی مشکوک اور شبہ میں ڈالنے والا ہوتا ہے۔ لہذا تحریف کرنے والا ساتھ ساتھ تعطیل کا بھی شکار ہوتا ہے۔ مثلاً سورہ مائدہ آیت ۶۴ میں اللہ رب العالمین نے ہاتھوں کا ذکر کیا ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہاتھ سے مراد ”طاقت اور قدرت“ ہے۔ حالانکہ عربی میں قدرت اور طاقت کے لئے لفظ ”قوة“ کا استعمال ہوتا ہے۔ اور اللہ نے لفظ ”قوة“ کا نہیں بلکہ لفظ ”ید“ کا استعمال کیا ہے جس کے معنی ہاتھ ہیں۔ اور ید کا صیغہ تشبیہ استعمال کیا ہے یعنی ”یدان“ جس کے معنی ہوئے دو ہاتھ۔ اگر یہاں قدرت مراد لی جائے تو گویا کہ معنی ہوا۔ ”اللہ کی دو ہی قدرت ہیں“۔ نعوذ باللہ۔

اسی طرح اللہ رب العالمین نے سورہ فتح میں ذکر کیا ”اور اللہ کا ان پر غضب ہوگا“۔ (سورہ فتح ۲۸: ۶) معلوم ہوا کہ غصہ ہونا اللہ کی ایک صفت ہے۔ بعض لوگ اسے قبول

نہیں کرتے بلکہ کہتے ہیں ”اس آیت میں اللہ کے غضب سے مراد اللہ کا عذاب ہے۔ حالانکہ جن صفات کا اللہ رب العالمین نے ذکر کیا ہے اسے اسی طرح قبول کرنا ہوگا جیسا کہ ذکر ہے لیکن ہاں، اللہ کا غضب انسانوں کے غضب کی طرح نہیں۔ کیونکہ اللہ رب العالمین کا فرمان ہے ”اس کے جیسی کوئی چیز نہیں“۔ (سورہ شوریٰ ۱۱:۴۰) منطقی اور عقلی طور سے کوئی نتیجہ نکالنے کی بنیاد پر اللہ کے وجود کا انکار لازم آتا ہے۔ مثلاً: اللہ نے اپنے آپ کوئی یعنی زندہ کہا ہے اور انسان بھی زندہ ہے لہذا اگر تعبیر اور تاویل ہی کی جائے تو معنی یہ ہوگا کہ اللہ نہ ہے اور نہ ہی تھا۔ اللہ کی صفات اور بندوں کے اندر بس نام کے اعتبار سے مطابقت ہے نہ کہ درجہ اور حقیقی صفات میں۔ اور جو صفات اللہ رب العالمین کے لئے بیان کی جاتی ہیں انہیں اسی حقیقی معنی میں لیا جائے گا۔ جو کہ انسانی صفات سے مختلف ہوتی ہیں۔

توحید الوہیت / عبادت کیا ہے؟

۱۔ عبادت کا معنی

شرعی معنی

ابن تیمیہؒ نے فرمایا ”عبادت میں وہ تمام چیزیں شامل ہیں جو اللہ کو پسند ہیں اور اللہ اس کے کرنے پر راضی ہو، چاہے وہ ظاہری اعمال و اقوال ہوں یا باطنی“۔ (العبدیہ ص ۳) یہ لفظ ”عبادۃ“ کی مکمل اور جامع تعریف ہے۔ یہ تعریف واضح کرتی ہے کہ عبادت جسم کے کسی عمل کی ادائیگی کا نام نہیں۔ بلکہ عبادت زبان اور دل سے بھی ہوتی ہے چاہے کھلے طور سے ہو یا چھپے طور سے۔ اور یہ سب کے سب صرف اللہ کی رضا کے لئے ہی ہونی چاہیئے۔

جنوں و انسانوں کی تخلیق کا مقصد ہی عبادت ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ

میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔ (سورہ ذاریات ۵۱:۵۶)

اللہ رب العالمین نے مکمل طور سے اس آیت میں ہمارے بنانے کا مقصد واضح کر دیا کہ ہمیں صرف اللہ کی عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ لہذا جو لوگ بالکل ہی عبادت نہیں کرتے یا جو عبادت کرتے ہیں لیکن غیر اللہ کی ان لوگوں نے اپنی زندگی کے مقصد کو نہیں سمجھا ہے۔ جب اللہ نے ہمیں صرف اپنی عبادت کے لئے اس زمین پر بھیجا ہے تو کیوں نہ ہم اپنے رب کی عبادت کریں؟ جو کہ ہمارا حقیقی خالق اور معبود ہے۔

۳۔ عبادت میں توحید ہی اصل ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ

اور تمہارے رب کا حکم ہے کہ تم اس کے علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کرو۔ (الاسراء ۱۷:۲۳)

ہر عبادت صرف اللہ ہی کے لئے ہونی چاہیئے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ .

لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ .

آپ کہیئے کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرننا اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے۔ اور

(انعام: ۶-۱۲۳-۱۲۴)

میں اللہ کا پہلا فرمانبردار ہوں۔

نماز صرف اللہ کے لئے ہونی چاہیئے، قربانی، روزہ، حج، صدقہ، ذکر اور عبادت کا ہر کام صرف اللہ کیلئے ہونا چاہیئے یہاں تک کہ ہماری زندگی اور موت صرف اللہ کیلئے ہونا چاہیئے جو کہ کائنات کا رب ہے۔

عبادت صرف اللہ کے لئے ہونی چاہیئے جو کہ اللہ کا حق ہے۔ جب کہ کئی مسلمان اللہ کا یہ حق صحیح طریقہ سے ادا نہیں کرتے۔

مشرکین مکہ کی مثال

توحید عبادت کو صحیح طرح سے سمجھنے کے لئے اللہ رب العالمین نے مشرکین مکہ کی مثال ذکر کی۔

مشرکین مکہ نے کہاں غلطی کی؟

مکہ میں رہنے والے جن لوگوں نے شرک کیا انہیں مشرکین مکہ کہا جاتا ہے۔ وہ کس کی عبادت کیا کرتے تھے؟

وہ اللہ کو چھوڑ کر تقریباً تین سو ساٹھ ۳۶۰ بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے۔

ان کے بت کہاں رکھے ہوئے تھے؟

یہ بت کعبہ میں اور اس کے ارد گرد رکھے ہوئے تھے۔ یہ وہی کعبہ ہے جو ہمارا قبلہ ہے جس کی طرف منہ کر کے ہم نماز پڑھتے ہیں اور جہاں ہم حج اور عمرہ کے لئے جاتے ہیں۔

مشرکین مکہ نبی ﷺ سے مکی زندگی کے تیرہ سال مسلسل اختلاف کرتے رہے اور صحابہ پر ظلم کرتے رہے۔ اور نبی ﷺ کی ہجرت سے پہلے تو ان لوگوں نے آپ ﷺ کے قتل کی بھی کوشش کی۔ انہی لوگوں نے جنگ بدر، جنگ احد اور جنگ احزاب مسلمانوں کے خلاف لڑی۔

اوپر بیان کی گئی مشرکین مکہ کی حقیقتوں کو اکثر مسلمان جانتے ہیں۔ لیکن یہاں ان کے بارے میں کچھ اور حقیقتیں بیان کی جا رہی ہیں جنہیں اللہ رب العالمین نے قرآن کریم میں ذکر کیا ہے لیکن بد قسمتی سے اکثر مسلمان انہیں نہیں جانتے۔

قریش مکہ توحید ربوبیت کا اقرار کرتے تھے۔

مشرکین مکہ بتوں کی عبادت کرنے کے باوجود اللہ پر بھروسہ کرتے تھے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بی شمار مقامات پر ذکر کیا ہے۔ تاکہ ہم توحید عبادت کو اچھی طرح سے سمجھ سکیں لہذا اللہ رب العالمین نے مشرکین مکہ کو بطور مثال ذکر کیا اور ہمیں خبردار کیا کہ ہم ان کی طرح عمل کرنے سے بچیں۔ بالکل یہی معاملہ کچھلی قوموں کا بھی تھا لہذا ہمارے لئے زیادہ ضروری ہو جاتا ہے کہ ہم ان مہلکین کی طرح عمل کرنے سے بچیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ فَأَنَّى يُؤْفَكُونَ

اور اگر تم ان سے سوال کرو کہ انہیں کس نے پیدا کیا؟ تو وہ ضرور بضرور کہیں گے اللہ نے، تو پھر وہ لوگ کہاں پھرے جا رہے ہیں۔ (سورہ زخرف: ۴۳-۸۷)

سورہ یونس میں ارشاد ہے

قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ

أَمْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ

وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَمِيتِ وَيُخْرِجُ الْمَمِيتَ مِنَ الْحَيِّ

وَمَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ.

فَذَلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعَدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ فَأَنَّى تُصِرُّونَ

آپ ان سے پوچھئے کہ کون ہے وہ جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے، اور وہ کون ہے جو زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے۔ اور وہ کون ہے جو تمام معاملات کو سنبھالتا اور تدبیر کرتا ہے؟ ضرور وہ یہی کہیں گے کہ اللہ ہے تو پھر ان سے کہئے کہ پھر کیوں نہیں ڈرتے، یہی اللہ تمہارا حقیقی رب ہے، پس حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا ہے، تم کہاں پھرے جا رہے ہو۔ (یونس: ۳۱)

اس آیت میں بالکل واضح ہے کہ اگر ان سے پوچھا جاتا کہ انہیں کس نے پیدا کیا؟ اور کون ہے جو ساری کائنات کا انتظام کرتا ہے تو وہ ضرور بضرور کہیں گے اللہ۔ معلوم ہوا کہ مشرکین مکہ اللہ پر یقین رکھتے تھے جیسا کہ اوپر ذکر کردہ آیت وضاحت کرتی ہے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ اللہ ہی نے آسمانوں اور زمین کو بنایا۔ وہی ہے جو ساری چیزوں پر قدرت رکھتا ہے۔ اور یہ تو حیدر بوبیت کا بنیادی حصہ ہے جیسا کہ ہم نے دیکھا۔

اور بھی کئی آیتیں ہیں جو مشرکین مکہ کے اس یقین کے متعلق بتاتی ہیں۔ (سورہ مومنون ۲۳-۸۹، سورہ عنکبوت ۲۹-۶۵، سورہ لقمان ۳۱-۱۲۵ اور سورہ زخرف ۴۳-۹)

تو پھر مشرکین مکہ غلطی کہاں کر رہے تھے؟

ہاں، ان لوگوں نے تین سو ساٹھ ۳۶۰ بت بنا رکھے تھے جن کی وہ عبادت کرتے تھے۔ لیکن بت کی عبادت انہیں کیسے اچھی لگتی؟ وہ کیوں محمد ﷺ کی رسالت کو نہیں مانتے تھے؟ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں قیامت تک کے آنے والوں کیلئے ان کے الفاظ کو قرآن کریم میں محفوظ کر دیا، غور سے پڑھو اور جانو! کہ ان لوگوں نے غلطی کہاں کی تھی؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ

مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ

اور جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو اپنا ولی اور مددگار بنا لیا ہے (وہ کہتے ہیں) ہم ان کی عبادت کرتے ہیں تو صرف اس لئے کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں۔ (الزمر ۳: ۳۹)

وہ اللہ پر یقین رکھتے تھے لیکن ان بتوں کی عبادت کرتے تھے۔ اور سب یہ بتلاتے تھے کہ ہم ان کی عبادت اس لئے کر رہے ہیں تاکہ یہ ہمیں اللہ سے قریب کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ

وَيَقُولُونَ هَؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ

وہ اللہ کے علاوہ ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ تو انہیں نفع پہنچا سکتی ہیں اور نہ نقصان، اور وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ سب اللہ کے پاس ہماری سفارش کریں گے۔ (یونس: ۱۸)

وہ جن کی بھی اللہ کے علاوہ عبادت کیا کرتے تھے۔ سب صرف یہ تھا کہ وہ اللہ کے پاس ان کے سفارشی بن جائیں۔ اور عبادت کے سارے اعمال وہ اللہ کے علاوہ ان کے لئے کیا کرتے تھے۔ بہت ساری عبادتیں، قربانی، حج اور کئی سارے اعمال ان بتوں کی رضا کے لئے کیا کرتے تھے تاکہ وہ انہیں اللہ سے قریب لے جائیں اور ان کی سفارش کریں۔

ان ہی اسباب کی بنا پر اللہ نے ان کے عقیدہ کی تردید کی اور انہیں کافر اور مشرک کہا۔

مسلمانوں کے چند اعمال

ہمارے کئی مسلمان بھائی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان تو رکھتے ہیں لیکن ہم بہت گناہ گار اور خطر کار ہیں لہذا اس لئے ہم ہمارے پیروں کا سہارا لیتے ہیں جو ہمیں اللہ

سے قریب کرتے ہیں۔

غور کریں! کیا یہ وہی الفاظ نہیں ہیں جو مشرکین مکہ کہا کرتے تھے؟ لوگ عبادت کے کام درگاہ پر انجام دیتے ہیں، وہ وہاں جانور ذبح کرتے ہیں، ان کے نام کی نذر مانی جاتی ہے، ان کے لئے رکوع اور سجدہ کرتے ہیں کچھ قبروں پر طواف کرتے ہیں اسے چومتے ہیں، اللہ کو چھوڑ کر غیروں کے نام پر جانور ذبح کیا جاتا ہے، پیروں کی رضا کی خاطر صدقہ و خیرات کئے جاتے ہیں، پیروں کو خوش کرنے کی خاطر وہاں اعتکاف کیا جاتا ہے جسے چلہ کشی کہتے ہیں، ان سے دعائیں کی جاتی ہیں اور یہ تمام کام صرف اس لئے ہوتے ہیں تاکہ پیروں کو خوش ہو جائے۔ کیوں؟ صرف اس لئے کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی بن جائیں گے۔

لیکن یہاں سوال یہ ہے کہ جب مشرکین مکہ نے یہی کام کیا تو انہیں کافر اور مشرک کہا گیا۔ کیونکہ مشرکین مکہ غلط تھے۔ اور اسی لئے ان سے جنگ کی گئی۔ اور اللہ نے ان کے شرک کو ہمارے لئے مثال بنایا تاکہ ہم اس سے بچیں۔ لیکن جب یہی کام ہمارے مسلمان بھائی، بہن کریں تو کیا وہ غلط نہیں ہوں گے؟ یہی تو عبادت میں شرک ہے جس میں اکثر ایمان والے پھنسے ہوئے ہیں۔ (سورہ یوسف ۱۰۶:۱۲)

ضروری ہے کہ ہم عبادت کے ہر کام صرف اللہ کی رضا کے لئے انجام دیں، کیونکہ وہی تنہا عبادت کا حقدار ہے۔ اور تو اور یہ بھی یاد رکھیں، اللہ اور بندوں کے درمیان کسی وسیلہ یا ذریعہ کی ضرورت نہیں۔

اکثر لوگ توحید عبادت سے غافل ہیں

دنیا میں کئی ایسے لوگ ہیں جو یہ مانتے اور یقین رکھتے ہیں کہ کائنات کی ہر چیز پر قدرت صرف اللہ ہی رکھتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ عبادت دوسروں کی کرتے ہیں۔ توحید کا یہی وہ مقام ہے جہاں اکثر لوگ گمراہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ

اکثر لوگ اللہ پر ایمان لانے کے باوجود مشرک ہوتے ہیں۔ (یوسف ۱۰۶:۱۲)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ

اور ان لوگوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے۔ (سورہ انعام ۹۱:۶)